اللہ نور السمٰوٰت والارض

نسخۂ ہدایت و اکسیر سعادت طریق نجات جامع حسنات یعنی

۱۲۹۶ھ

نور الایمان

للرجال والنسوان

از تصنیف جناب مولانا حاجی مولوی عبید اللہ صاحب گیلانی

در مطبع انوار احمدی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یامن تنزہ فی ذاتہ وصفاتہ الاحدیۃ — ویامن تفرد بالبقاء والقدم الازلیۃ

ویامن ستتر الانام الی قدرتہ القیومیۃ — نسئلک اللّٰہم باذاتک القدسیۃ

ونتوسل الیک بشرف الذات المحمدیۃ — وبآلہ کواکب امن البریۃ

وباصحابہ اولی الہدایۃ والافضلیۃ — وبجملۃ شریعۃ اولی المناقب والخصوصیۃ

ان توفقنا فی الاقوال والاعمال الخالصۃ النقیۃ — والصلوٰۃ والسلام علی آل واصحاب المصطفویۃ

اما بعد مسکین عبداللہ حنفی مجددی پنجابی مقامی حال موضع گیلانی پرگنہ بہار ضلع پٹنہ عظیم آباد بیچ خدمت مومنین کاملین اور مسلمین صالحین کے عرض کرتا ہے کہ جب یہ عاجز [illegible] ہجری مین بلاد ہندستی وارد وطن اصلی ملک پنجاب سے ہوا اکثر احباب و اغنیا ساکنان موضع مجیدہ پرگنہ ششہزارہ ضلع راولپنڈی نے اس عاجز سے مسائل متعددہ بطور استفتا کے سوال کیا مینے جواب اونکا کتب تفاسیر واحادیث وفقہ حنفی سے مستنبط کر کے بعد غور و تامل زبان اردو مین لکھا اب حسب اصرار و استبداد بعضے مخلصین صادقین اس دیار کے سوالات وا اونکے جواب کو دستخط و مہر سے علماء ہند کی مزین کرا کے بنظر اشاعت و ہدایت عامۂ مسلمین کی مرتب کر کے نام اسکا رسالہ منور الایمان للرجال والنسوان رکھا جاتا ہے اور بعض فوائد حاشیہ پر ضمیمہ اس رسالہ کا کیا جاتا ہے؟

اللہ تعالی اس رسالہ کو مقبول خاطر خواص و عوام کرے و جمیع متبعین شریعت محمدیہ
کو اس رسالہ سے فائز المرام کرے آمید ناظرین منصفین سے اسکے یہہ ہے
کہ اگر بمقتضای بشریت اسمین جو کچھہ غلطی لفظی یا معنوی بوجہ نادانستگی زبان اردو
کے پاوین المومن مرآۃ المومن پر نظر رکھکر عیب پوشی کو کام فرماوین للہ اس ہنر وری
زدا یا ی جہول کو ہدف سہام ملام نہ بناوین وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم
کیا فرماتے ہین علماء دین و مفتیان شرع متین ان مسئلون مین

سوال اول

اگر کوئی شخص نذر واسطے اولیاء اللہ کے اس طور پر کرے کہ یا حضرت شیخ
عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ و یا حضرت شاہ فتح عالم شاہ کے ڈہیری والا۔ و یا حضرت
شاہ محمد غازی صاحب داڑہی والا۔ و یا حضرت جہجکی والا۔ و یا حضرت جتی
ہنڈہ والا۔ یا حضرت عبد الوہاب قاضیان والا۔ یا سوا انکے اگر فلان غائب
میرا پہر آوے یا فلان مریض میرا شفا پاوے یا فلان حاجت میری بر آوے
تو مین آپکے واسطے جہنڈا یا چہڑی یا چادر یا شامیانہ آپکے مزار پر چڑہاؤن گا
یا غلہ یا حلوا یا مالیدہ یا پراٹہا یا دودہ یا مٹہائی یا مرغ یا بکرا یا روپیہ یا پیسا یا سوا اسکے
اور چیزونکا برابر ہے کہ یہہ کلمہ قبر کے پاس کہے یا دور سے پس آیا یہہ نذر و
یہہ کہنا جائز ہے یا نہ و نذر کرنے والا ایسی نذر سے مسلمان رہا یا مرتد ہوا او
اون چیزون کا کہانا غنی یا فقیر کو حلال ہے یا حرام

جواب سوال اول

نذر واسطے اموات کے خواہ نبی ؑ ہون یا شہید ؓ و ولی رح ہون یا عامہ مسلمین
باجماع علماء باطل و حرام بلکہ یہہ شرک ہے اسواسطے کہ نذر شرع مین ایسی عبادت
مخصوصہ کا نام ہے کہ جسکو بندہ اپنی نفس پر واجب کرے اور چونکہ عبادت

مختص ہے واسطے اللہ تعالیٰ کی پس نذر جو عبارت عبادت مخصوصہ سے ہے
واسطے غیر اللہ تعالیٰ کے شرک فی العبادت ہوگا جیسا کہ محمد بن اسمعیل یمنی نے
تطہیر الاعتقاد عن ادران الالحاد میں لکھا ہے والنذر فی الشدائد لایکون الا لله
وحده والاستغاثة بالله وحده والنحر له وجمیع العبادات من الخضوع والقیام تذللا
والرکوع والسجود والطواف کلہ لایکون الا للہ تعالیٰ ومن فعل ذلک لمخلوق من حی
او میت سواء کان ملکا او نبیا او ولیا او شجرا او قبرا او جنیا فقد اشرک فی العبادة و
ان اقر باللہ وحدہ انتہی و نذر و نیاز کسی بزرگ کی ماننے ہرگز حلال نہیں چنانچہ
زاد الآخرت میں ہے نذر و نیاز انبیاء و اولیاء و پیران و شہیدان وغیرہم
قبول نمودن بالاتفاق حرام است انتہی و فی البحر الرائق واما النذر الذی ینذرہ اکثر
العوام علی ما ہو مشاہد کان یکون لانسان غائب او مریض او له حاجة ضروریة
فیاتی الی بعض مزارات الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ ویقول یا سیدی فلان ان
رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذہب کذا او من الفضة کذا
او من الطعام کذا او من الماء کذا او من الشمع کذا او من الزیت کذا فہذا النذر باطل
بالاجماع بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادة والعبادة لاتکون
لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنہا انہ ظن ان المیت یتصرف
فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ بذلک کفر ۔ وفی العالمگیریة والنذر الذی
یقع من اکثر العوام بان یاتی الی بعض الصلحاء و یرفع سترہ قائلا یا سیدی
فلان ان قضیت حاجتی فلک منی من الذہب مثلا کذا باطل اجماعا ۔ ہاں اگر
نذر واسطے اللہ تعالیٰ کے کرے اور منذور کو طرف فقرا اسکے صرف کرے
تو جائز ہے چنانچہ اوسے بحر الرائق میں ہے اللہم الا ان یقول یا اللہ
انی نذرت لک ان شفیت مریضی او رددت غائبی او قضیت حاجتی ان اطعم

الفقراء الذين بباب السيدة نفيسة او الفقراء الذين بباب الامام الشافعي
او الامام الليث او اشترى حصير المساجد لهم او زيتا لوقودها او دراهم لمن يقوم
لشعائرها الى غير ذلك مما يكون فيه النفع للفقراء والنذر لله عز وجل وذكر الشيخ انما
هو لبيان محل تصرف النذر لمستحقيه القاطنين برباطه او مسجده او جامعه فيجوز
بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء وقد وجد المصرف اور عالمگیری میں ہے نعم
قال یا الله نذرت لك ان شفيت مريضي او نحوه ان اطعم الفقراء الذين بباب السيدة
نفيسة او نحوها او اشترى حصير المسجد او زيتا لوقودها او دراهم لمن يقوم لشعائرها
لما يكون فيه نفع الفقراء والنذر لله تعالى وذكر الشيخ انما هو محل لتصرف النذر
لمستحقيه يجوز ذلك فائدہ جبکہ طریقہ نذر اللہ تعالی کا معلوم ہو چکا اب
جاننا چاہیے کہ نذر مشروط بچند شروط ہے از انجملہ یک شرط یہ ہے کہ منذور
جنس واجب لعینہ سے ہو جیسا کہ نماز۔ روزہ۔ حج قربانی صدقہ جیسا کہ
شامی نے حاشیہ در مختار میں شرح ملتقی و بحر الرائق سے نقل کیا ہے
والنذر عمل اللسان وشرط صحته ان لا يكون معصية كشرب الخمر ولا واجبا عليه
في الحال كان نذر صوما او صلوة وجبتا عليه ولا في المآل كصوم وصلوة يجبان
عليه وان يكون من جنسه واجب لعينه مقصود الخ۔ اور اشیاء منذورہ للہ تعالی
کو مثل فقراء کے سب کو لینا حلال نہیں كما في البحر الرائق ولا يجوز ان يصرف ذلك
لغني غير محتاج ولا الشريف لنسب لانه لا يحل له الاخذ ما لم يكن فقيرا محتاجا ولا لذي
نسب لاجل نسبه ما لم يكن فقيرا ولا لذي علم لاجل علمه ما لم يكن فقيرا ولم يثبت في
الشرع جواز الصرف للاغنياء للاجماع على حرمة النذر للمخلوق ولا ينعقد ولا تشتغل
الذمة به وانه حرام بل سحت ولا يجوز لخادم الشيخ اخذه ولا اكله ولا التصرف فيه بوجه
من الوجوه الا ان يكون فقيرا او له عيال فقراء عاجزون عن الكسب وهم مضطرون

فیاخذونہ عن سبیل الصدقة المبتدرة واخذہ ایضا مکروہ بالم یقصد بہ الناذر التقرب
الی اللہ تعالی وصرفہ الی الفقراء ویقطع النذر عن نذر الشیخ۔ لیکن نذر بزرگون
کی جسکو سائل نے ذکر کیا ہے حرام ہوگی کما فی البحر الرائق فاذا علمت ہذا
فما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت وغیرہا وینقل الے ضرائح الاولیاء تقربا
الیہم فحرام باجماع المسلمین مالم یقصد والصرفہا للفقراء الاحیاء وہکذا فی العالمگیریۃ
والنہر والدر المختار وحاشیۃ الشامی والطحطاوی وغیر ذلک اور کہانا یا صرف
ہین لانا اون چیزون کا جو نذر بزرگون کے کی گئی اس وجہ سے کہ وہ منذور
لغیر اللہ ہے فقیر وغنی دونون کو حرام ہے چنانچہ عبارت بحر الرائق کے
وانہ حرام بل سحت اسی پر دال ہے اور دلیل الصالحین مین ہے النذر
لا یکون الا للہ تعالی فمن نذر لنبی او ولی لا یلزم علیہ شیئ فان اعطی بذلک الشیئ
لاحد من الناس علی تلک النیۃ لا یجوز اخذہ ان علم الآخذ بذلک فان کان طعاما لا یحل
اکلہ وان کان ذبیحۃ فہو میتۃ فان اکلوا وسموا اللہ تعالی علیہا کفروا جمیعا اور زاد
الآخرۃ مین ہے اطعمہ واشربہ وغیر ان بمزارات بزرگان بردن برای تقرب
بایشان نہ برای حق تعالی باتفاق حرام است انتہی اور مجدد صاحب کہ جنکا سارا
ہندوستان معتقد ہے اپنے مکتوبات مین تحریر فرماتے ہین حیوانات را کہ نذر مشائخ
میکنند و بر سر قبر ایشان رفتہ آن حیوانات را ذبح می نمایند در روایات فقہیہ این عمل را
نیز داخل شرک ساختہ اند وفی شرح الملتقی البقر الذی ینذرہ الناس بارواح
المشائخ حرام لانہ منذور باسم المیت انتہی اور اسیطرح کا حکم ہے منذورات کفار کا
جیسا کہ شرح ملتقی مین ہے البقر الذی ینذرہ الکافرون باسم الآباء والاجداد
حرام لان فیہ حرمتین احدہما ان المنذور ملک الناذر ولا یجوز للمومن ان یتصرف
فی الملک الغیر ویاکل لان حق الغیر حرام والثانی ما یطعم الکافرون باسم الآباء فہو

حرام لایجوز للمسلم ان یاکل منہ وکذا البقر لانہ منذور باسم المیت انتہی **فائدہ**
جبکہ معلوم ہوا کہ نذر سوا اللہ تعالیٰ کے اور کسیکی بانتی شرک فی العبادۃ ہے اب
معلوم کرنا چاہیے کہ ہر مومنین شرک سے جو باعث ہے مخلد فی النار ہونیکا
بہت بچا کرے اسلیئے اللہ تعالیٰ جا بجا قرآن شریف مین ارشاد فرماتا ہے
قولہ تعالیٰ ولا تشرک بعبادۃ ربہ احدا وقولہ تعالیٰ فلا تجعلوا للہ اندادًا
وانتم تعلمون وقولہ تعالیٰ واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وقولہ تعالےٰ
فاجتنبوا الرجس من الاوثان اور سیطرح سے احادیث مین آنحضرت صلعم
نے بھی شرک سے بچنے کے لیے بہت کچھ منع فرمایا ہے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ولا تشرک بہ شیئا رواہ البخاری ومسلم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لمعاذ بن جبل لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت او حرقت رواہ احمد اور جسطرح
کہ نذر لغیر اللہ تعالیٰ شرک ہے اوسیطرح انبیاء علیہم یا اولیاء اللہ رح کو متصرف
فی الامور سمجھنا اور انسے حاجتین مانگنا بھی سراسر شرک ہے اور ایسا عقیدہ
کفر ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو توفیق دیوے کہ طلب حاجتون کی اللہ تعالےٰ
سے کیا کرین جیسا کہ رد المحتار شامی مین نقلًا عن البحر الرائق عن شرح العلامۃ
قاسم لکھا ہے انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ فاعتقادُ
ذلک کفر انتہی اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی صاحب تفسیر بحر امواج
نے عقیدہ کاسلامیہ مین لکھا ہے بیان الفاظ الکفر والافعال التی تحبط بہا الطاعات
کلہا من الخواص والعوام سواء کانت بالقصد او بالسہو منہا استباحۃ استماع
اصوات الملاہی وخلوۃ الاجنبیات والنظر الی الامارد صبیح الوجہ وضرب الاقدام بعد
الصلوۃ الی العراق افتراءً علی المشائخ الذین یتبعون النبی علیہم فی الحرکات والسکنات
والاقوال والاحوال واستحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ واستخفافہا واستہزاء

الشرعیۃ ودرستہا ما نہنا وطلب الحوائج من الاموات والاستغاثۃ بہم اور زاد الآخرۃ
مین ہے ور امور عالم بارادت خود تصرف نمودن ومیرانیدن وزندہ کردن وفراخی
روزی وتنگی آن نمودن وبیمار گردانیدن وصحت بخشیدن وحاجت ومراد برآوردن
ورفع بلا وآفت نمودن وجز آن مختص بذات حق تعالیٰ است وآنرا برای
دیگری از رسل وانبیا واولیا وشہدا وپیران وبزرگان وغیرہم نیز دانستن
وبدین اعتقاد نذر ونیاز قبول کردن ومقاصد ومطالب از ایشان درخواستن
در وقت مصیبت وآفت یاد آوردن شرک است اینہمہ قاعدہ کافریست بخدا
شریک آوردن نسبت او اللہ تعالیٰ در سورۂ نحل میفرماید۔ ویعبدون من
دون اللہ ما لا یملک لہم رزقا من السموات والارض شیئا ولا یستطیعون
ونیز در سورۂ یونس میفرماید ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا
یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین جڑنا جھنڈا یا چھڑی کا مزار
پر کسی نبی یا ولی یا شہید کے صرف بیجا اور خلاف شریعت ہے مٹانا اور
گرانا اس جھنڈا اور چھڑی کا واجب ہے کما قال اللہ تعالیٰ ان المبذرین
کانوا اخوان الشیاطین سئل ابن مسعود عن التبذیر فقال انفاق المال
فی غیر حقہ قال شعبۃ کنت امشی مع ابی اسحق فی طریقۃ الکوفۃ فاتی علی دار
بجص واجر فقال ہذا التبذیر۔ معالم التنزیل ومن الانصاب ما قد نصبہ الشیطان
للمشرکین من شجر او عمود او وثن او قبر او خشبۃ او نحو ذلک والواجب ہدم ذلک
ومحو اثرہ انتہی۔ اغاثۃ اللہفان وقال الامام ابوبکر الطرطوسی انظروا رحمکم اللہ
اینما وجدتم شجرۃ یقصدہا الناس ویعظمونہا ویرجون البرء والشفاء من قبلہا ویضربون
بہا المسامیر والخرق فہی ذات انواط فاقطعوہا۔ مجالس الابرار۔ اور قبر پر چادر گیری
یا پھول کی چڑہانی یا شامیانہ کھڑا کرنا مکروہ ونا جائز ممنوع ہے چنانچہ زاد الآخرۃ

مین نصاب الاحتساب سے نقل کیا ہے کہ قبر را بچادر پوشیدن و خیمہ
زدن و سائبان استادہ کردن منہی است لازم کہ چادر و جنبانیدہ را التصدق کنند
و ثواب آن باہل مزار بخشد اور عینی نے شرح صحیح بخاری مین نیچے حدیث
لماماتت الحسن کی لکھا ہے کہ اورد البخاری ذلک دلیلا علی الکراہۃ و کرہ احمد ان
یضرب علی القبر فسطاطا و فتاوی ابراہیم شاہی مین ہے یکرہ ان یضرب علیہ
فسطاطا او قبۃ انتہی و کذا فی شرعۃ الاسلام و فتاوی رحمانیہ و دستور عن دار الغرور
و کشف الغطا و خلاصۃ الفقہ و غیر ذلک - اور پکارنا اہل مزار کو اس اعتقاد سے
کہ جہان سے پکارونگا اہل مزار معلوم کرلیتا ہے شرک اور فعل کفار ہے
اور یہی خلاف کتاب اللہ زاد الآخرت مین ہے و دانستنی است کہ علم غیب مختص
است بذات باری تعالی پس انبیاء و اولیاء و شہدا و منجم و رمال و کاہن و فال گو
و غیرہم را و ان شریک دانستن شرک است چنانچہ حق تعالی در سورہ انعام پارہ
ہفتم می فرماید وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو و نیز در سورہ نحل پارہ بستم
می فرماید قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ و در پارہ بست و یکم
فرمود ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وما تدری نفس
ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت - و فتاوی قاضیخان مین ہے
لا یعلم الغیب لا الجن ولا الانس

سوال دوسرا

بعض لوگون مین حضرت پیران پیر کی گیارہوین کرنیکا یہہ دستور ہے کہ جسکے
پاس گائی یا بہینس یا بکری دودہ دینے والی ہوتی ہے وہ گیارہوین تاریخ
ہر مہینے کی کل دودہ بی بی فاطمہ رض کو دیتے ہین اور اوسکے سوا اوس دودہ
کو بگمان فاسد و عقیدۂ باطل سمجہتے ہین کہ اگر آج کا دودہ مین خود کہاونگا

یا اپنی لڑکون کو کھلاؤنگا تو حضرت بڑے پیر صاحب ہم سے بہت ناخوش ہونگے اور ہمنے شکایت ہے مال اور اولاد مین نقصان عظیم پہونچا وینگے و اگر آج دودہ اپنی مصرف مین نہ لاونگا تو مال اور اولاد مین میری ترقی ہوگی اسلیے کہ یہہ حق اونکا ہے پس ہر شخص پر واجب ہی کہ حق اونکا سواہی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے سادات کرام کی کسی اور کو نہ دیوے اور بازینا وجہہ سادات وہان کے دعوی کرتے ہین کہ یہہ حق میرا ہے دوسرا کوئی اسکا مستحق نہین اور یہہ عقیدہ فاسد رکھتے ہین کہ اگر یہہ دودہ کسی اور کو دیا جاویگا تو دینے والے کو ضرر پہونچے گا۔ اور جسکے پاس کوئی جانور دودہ دینوالا نہین ہوتا ہے وہ موافق عقیدہ فاسد اپنے بخوف مضرت جان و مال و اولاد اپنی تاریخ گیارہوین کو عوض دودہ کے آٹا یا غلہ حضرت سادات کو دیتے ہین ۔ پس یہہ عقیدہ اور قول انکا شرعا درست ہے یا نہ و ان چیزونکا سوا سادات کے اورونکو دینا جایز ہے یا نہ **جواب** گیارہوین کرنی حضرت پیران پیر کی ساتھہ قیود غیر مشروعہ کے دو حال سے خالی نہین یا وہ بطور نذر ہے یا غیر نذر اگر اول ہے تو حکم نذر لغیر اللہ کا جواب سوال اول مین علی وجہ الاتم مذکور ہو چکا یعنی وہ دودہ اور غلہ وغیرہ گیارہوین تاریخ ہر مہینہ کا منذور لغیر اللہ حرام ہوگا اور کھانا ان چیزونکا بھی فقیر و غنی و سید و غیرہم کو حرام ہوگا اور ایسے گیارہوین کرنیوالا بوجہ مرتکب ہونے نذر لغیر اللہ کے مشرک ہے اور اگر ثانی ہے تو اوسکا بھی دو حال ہے اول یہہ کہ اگر وہ گیارہوین مع قیود غیر مشروعہ باعتقاد اسبات کی کرتا ہے کہ اس طور سے کرنیسے بڑے پیر خوش ہوکر ہمکو نفع مثل تکثیر اموال و اولاد کے پہونچا دینگے و بصورت نکرنے گیارہوین کے اسطور پر ضرر مثل اہلاک اموال اور اولاد کے پہونچاوینگے چنانچہ اسیطرحکی گیارہوین مندرج سوال ہے پس یہہ اعتقا

شرک فی الافعال خلاف نصوص قرآنی واحادیث نبوی کے اپنی اختیار سے ہے اسلیے
کہ نافع وضار حقیقی وہی معبود تعالی ہے جتنے گیارہوین کرنے کے لیے نہ خود قرآن مین
فرمایا و نہ اپنے حبیب کی زبان سے ارشاد کرایا پیر پیغمبر اور ولی شہید اپنے اختیار سے کسیکو نفع یا ضرر
نہین پہونچا سکتے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قل افاتخذتم من دونہ اولیاء لا یملکون
لانفسہم نفعا ولا ضرا - واتخذوا من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون ولا یملکون
لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا - ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک
ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظالمین - ولا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی
من یشاء - قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ - وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ
ان اللہ کان علیما حکیما - وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین - ولو شاء اللہ
ما اقتتلوا ولکن اللہ یفعل ما یرید - ولو شاء ربک ما فعلوہ فذرہم وما یفترون - ان ربک
فعال لما یرید - حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءہم نصرنا فنجی من نشاء
ولا یرد باسنا عن القوم المجرمین - وقال الملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر والحق
الصحیح الذی اتفق علیہ السلف والخلف ان ما شاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن - دوم
یہ کہ اگر وہ گیارہوین ساتھ التزام قیودات مذکورہ کے اس اعتقاد سے کرتا ہے
کہ اس طور کی گیارہوین موجب ثواب و رضامندی بڑے پیر کی ہے اور خلاف مین
اسکے ثواب کم اور رضامندی گھٹتی کی ہے تو ایسی گیارہوین بدعت سیئہ ہے
اور وہ اور اوسکے مرتکب دونون مردود ہین بدعت نام ہی ایسی نئی چیز کا کہ نکالی جاوے
دین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین اور ہو خلاف اصول دین اور قواعد سنت کی جیسا کہ
روایت ہے جابر رضی سے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما بعد فان خیر الحدیث
کتاب اللہ وخیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتہا وکل بدعۃ
ضلالۃ رواہ مسلم وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد

رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد رواہ البخاری ومسلم - بدعت ایسی بری
چیز ہے کہ مبتدع جبتک اپنی بدعت سے باز نہ آوے کوئی عبادت اوسکی درجہ
قبولیت کو نہین پہونچتی ہے اور یعنی جبتک مبتلا بہ بدعت رہتا ہے توبہ بھی
اوسکی نہین قبول ہوتی چنانچہ ابن عباس رض سے مروی ہے قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ رواہ ابن ماجہ
وعن حذیفۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقبل اللہ لصاحب بدعۃ صوما ولا حجا
ولا عمرۃ ولا جہادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما یخرج الشعر من العجین رواہ
ابن ماجہ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حجب التوبۃ عن کل
صاحب بدعۃ حتی یدع بدعتہ رواہ الطبرانی - مبتدعین ایسی بری نزدیک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین کہ انکی توقیر وتعظیم کرنی باعث ہدم اسلام ہے چنانچہ ابراہیم
بن میسرہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب
بدعۃ فقد اعان علی ہدم الاسلام رواہ البیہقی - اب جاننا چاہیے کہ یہ گیارہ شئ ہین
ایسی کتاب معتبر ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رض یا تابعین یا ائمہ مجتہدین سے
ثابت نہین پس اسکی بدعت سیئہ ہونیمین کوئی شبہہ نہین ہے سے بچنا ہر مسلمان
پر واجب ہے - **فائدہ** جو چیز بعد آنحضرت صلعم کے پیدا ہوئی وہ بدعت ہے اوسمین سے
جو موافق اصول اور مطابق قواعد سنت کے ہو اوسکو بدعت حسنہ کہتے ہین اور جو
مخالف اوسکے ہو اوسکو بدعت ضلالت اور سیئہ کہتے ہین چنانچہ حدیث صحیح مسلم مین
مراد کل بدعۃ ضلالۃ سے یہی ہے - اور بعض بدعت عند العلماء واجب ہے مثل تعلیم علم
نحو بغرض سمجھنے کلام اللہ وحدیث وغیرہما کے اور بعض بدعت حرام ہے مانند مذہب
جبریہ وقدریہ وغیرہ کے اور رد کرنا انکا بدعات واجبہ سے ہے اور بعض بدعت مستحب ہے

جیسے مدرسہ بنانا اور اسیطرح جتنے نیک کام کہ حضرت کے زمانہ مین نہ تھے اور بعض
مکروہ مثل نقش و نگار کرنے مساجد اور کلام اللہ کے اور بعضے مباح مانند اچھی کہانے
اور پینے اور اچھی پوشاک اور مکان کے کہا امام شافعی نے کہ جو بات نئی نکالی جاوے
اور وہ مخالف کتاب یا سنت یا قول و فعل صحابہ یا اجماع کے ہو ضلالت ہی اور جو ایسی نہو
ایسا نہین ہے وہ بری مظاہر الحق ترجمہ مشکوۃ مین ناقلا عن شیخ عبد الحق و سید جمال الدین
و ملا علی قاری لکہا ہے قال النووی البدعۃ بکسر الباء فی الشرع ہی احداث ما لم یکن فی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی منقسمۃ الی حسنۃ و قبیحۃ و قال ابن عبد السلام فی آخر
القواعد البدعۃ منقسمۃ الی واجبۃ و محرمۃ و مندوبۃ و مکروہۃ و مباحۃ قال والطریق فی ذلک
ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشریعۃ فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبۃ او فی
قواعد التحریم فہی محرمۃ او الندب فمندوبۃ او المکروہ فمکروہۃ او المباح فمباحۃ وللبدعۃ
الواجبۃ امثلۃ منہا الاشتغال بعلم النحو الذی یفہم منہ کلام اللہ تعالی و کلام رسولہ صلی اللہ
علیہ وسلم و ذلک واجب لان حفظ الشریعۃ واجب ولا یتاتی حفظہا الا بذلک وما لا یتم الواجب
الا بہ فہو واجب الثانی حفظ غرائب الکتاب والسنۃ من اللغۃ الثالث تدریس اصول الفقہ
الرابع الکلام فی الجرح والتعدیل وتمییز الصحیح من السقیم وقد دلت قواعد الشریعۃ علی ان
حفظ الشریعۃ فرض کفایۃ فیما زاد علی المتعین ولا یاتی ذلک الا بما ذکرناہ وللبدع المحرمۃ
امثلۃ منہا مذاہب القدریۃ والجبریۃ والمرجیۃ والمجسمۃ والرد علی ہؤلاء من البدع الواجبۃ
وللبدع المندوبۃ امثلۃ منہا احداث الربط والمدارس وکل احسان لم یعہد فی العصر الاول و
منہا التراویح والکلام فی دقائق التصوف وفی الجدل ومنہا جمع المحافل فی الاستدلال علی
المسائل ان قصد بذلک وجہ اللہ وللبدع المکروہۃ امثلۃ کزخرفۃ المساجد وتزویق المصاحف
وللبدع المباحۃ امثلۃ منہا المصافحۃ عقب الصبح والعصر عند الشافعی ومنہا التوسع
فی اللذیذ من الماکل والمشارب والملابس والمساکن ولبس الطیالسۃ وتوسیع الاکمام

وقد يختلف في بعض ذلك فيجعله بعض العلماء من البدع المكروهة ويجعله آخرون
من السنن المفعولة في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيما بعده وذلك كالاستعاذة
في الصلوة والبسملة من العزيزي شرح جامع الصغير وفي الطريقة المحمدية فان قيل
كيف التطبيق بين قوله عليه السلام كل بدعة ضلالة وبين قول الفقهاء ان البدعة قد
تكون مباحة كاستعمال المنخل والمواظبة على اكل لب الحنطة وما اشبه ذلك وقد تكون مستحبة
كبناء المنارة والمدارس وتصنيف الكتب بل قد تكون واجبة كنظم الدلائل لرد شبهة
الملاحدة ونحوهم قلنا للبدعة معنى لغوي عام هو المحدث مطلقا عادة او عبادة لانها اسم
من الابتداع بمعنى الاحداث كالرفعة من الارتفاع والخلفة من الاختلاف وهذا هو المقسم
في عبارة الفقهاء يعنون بها ما احدث بعد الصدر الاول مطلقا وشرعي خاص هو الزيادة
في الدين او النقصان منه الحادثان بعد الصحابة بغير اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا ولا صريحا
ولا اشارة فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات وبعض صور العبادات
فهذه هي مراده عليه السلام بدليل قوله عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين
وقوله عليه السلام انتم اعلم بامر دنياكم وقوله من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد والبدعة
في الاعتقاد هي المتبادرة من اطلاق البدعة والمبتدع والمبتدعة واهل الاهواء فبعضها كفر
وبعضها ليست به ولكنها اكبر من كل كبيرة في العمل حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر ولكنها
في الاجتهاد فيه ليس بعذر بخلاف الاجتهاد في الاعمال ويدخل في البدعة اعتقادا واهل السنة والجماعة
والبدعة في العبادة وان كانت دونها لكنها ايضا منكرة وضلالة لا سيما اذا صادمت سنة مؤكدة
ومقابل هذه البدعة سنة الهدى وهي ما واظب النبي عليه السلام عليه من العبادة مع الترك
احيانا او عدم الانكار على تاركه كالاعتكاف واما البدعة في العادة كالمنخل فليس فعلها ضلالا
بل تركه اولى فقط كما اوفى وضدها السنة الزائدة وهي ما واظب عليه النبي عليه السلام من
جنس العادة كالابتداء باليمين في الافعال الشريفة وباليسار في الخسيسة فهي مستحبة

فعلم ان البدعة بالمعنى الاعم في حق الترك ثلثة اصناف مرتبة في القبح فانه اعلمت بذا فالمنارة
تبنى للاعلام بوقت الصلوة والمراد من الاذان والمدارس تبنى بها الكتب يعون للتعليم
والتبليغ ورد البدعة بنظم الدلائل نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل ماذون فيه بل المامور
به وعدم وقوعه في الصدر الاول اما لعدم الاحتياج او لعدم القدرة لعدم المال او لعدم
التفرغ له بالاشتغال بالاهم او نحو ذلك ولو تتبعت كل ما قيل فيه بدعة حسنة من جنس
العبادة وجدتها ماذونا فيه من الشارع اشارة او دلالة ثم اعلم ان فعل البدعة اشد ضررا
من ترك السنة بدليل ان الفقهاء قالوا اذا تردد في شيء بين كونه سنة او بدعة فتركه
لازم واما ترك الواجب فهل هو اشد من فعل البدعة او على العكس ففيه اشتباه حيث صرحوا
فيمن تردد في شيء بين كونه بدعة وواجبا انه يفعله اور یہی یہہ طریقہ گیارہوین کا بہت مشابہ
رکہتا ہے ساتہ طریقہ کفار مکہ کے اور طریقہ کفار مکہ کا یہہ تہا کہ مویشیون مین کوئی ہوا
اور کہیتون مین سے جو کچہ پیدا ہوتا واسطے معبودون اپنے کے مقرر کرتے
تہے اور یہہ کہتے تہے یہہ حصہ خدا کا ہے اور یہہ واسطے ٹہاکرون ہمارے
کے اور یہہ بہی کہتے تہے کہ جسکو ہم چاہینگے دیوینگے یعنی خادمون
بتخانہ کو جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے وجعلوا للہ مما ذرا من الحرث والانعام
نصیبا فقالوا ہذا للہ بزعمہم وہذا لشرکائنا فما کان لشرکائہم فلا یصل الی اللہ وما کان
للہ فہو یصل الی شرکائہم ساء ما یحکمون وقالوا ہذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا
الا من نشاء اور زعم کرنا سیدونکا اسبات مین کہ آجکی تاریخ کے دودہ اور غلہ کا
ہم مستحق ہون دوسرا کوئی نہین فاسد و دعوی بلا دلیل اور خلاف شریعت ہے
اسواسطے کہ اگر دودہ وغیرہ گیارہوین کا منذور لغیر اللہ ہے پس بوجہ حرمت کے
کسی مسلمان کو لینا اور کہانا روا نہین چنانچہ حکم اسکا جواب سوال اول مین بالتفصیل
مذکور ہو چکا اور اگر یہہ چیزین نذر واسطے اللہ کے اور ایصال ثواب نذر کا واسطے

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مقصود ہے پس اس صورتین لینا سادات
کو ہرگز جائز نہوگا اسواسطے کہ نذر واجب ہی مثل زکوۃ کے اور زکوۃ سیدون کو
لینا حرام ہے پس لینا اشیاء مذکورہ گیارہوین کا حرام ہوگا لقولہ علیہ السلام
ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ للناس وانہا لاتحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم و
قال علیہ السلام نحن اہل بیت لاتحل لنا الصدقۃ رواہ البخاری وفی العالمگیریۃ ولا
یدفع الزکوۃ الی بنی ہاشم وہم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث
بن عبدالمطلب کذا فی الہدایۃ انتہی وفیہ ایضاً ہذا فی الواجبات کالنذر والزکوۃ
والعشر والکفارۃ فاما التطوع فیجوز الصرف الیہم کذا فی الکافی بہتر یہ ہے کہ مال زکوۃ
اور صدقۃ الفطر اور منذورات اولاً صرف کیے جاوین پہلے طرف اپنے بہائیون
اور بہنون کے بعد اوسکے طرف اولاد اونکی کے اسی سلسلہ کے ساتھ طرف
باقی اور اقاربون کے کما فی العالمگیریۃ والافضل فی الزکوۃ والفطر والنذور الصرف
اولاً الی الاخوۃ والاخوات ثم الی اولادہم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادہم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادہم ثم الی
ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اہل حرفتہ ثم الی اہل مصرہ او قریتہ کذا فی السراج الوہاج
انتہی تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر کوئی نذر واسطے اللہ کے اسطرح پر کرے
کہ یا اللہ تعالی اگر شفا دیگا تو میری بیماری کو یا پہیر لاویگا تو میرے غائب کو تو تیرے
واسطے دودہ یا بکرا یا حلوا یا روٹی وغیرہ کہلاؤن گا خاص کر گیارہوین تاریخ کو ہر مہینے
کے اور ثواب ایفای نذر کا حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو یا اور کسی
ولی رضی اللہ عنہ کو بخشون گا اس امید سے کہ بعوض اہدای ثواب مجہکو نفع اوس
ولی اللہ سے نفع ہوویگا مثل تکثر اموال یا اولاد یا صحت بدنی و دیگر مطالب دنیوی اور
بصورت نہ بخشنے ثواب کے اس فلانے ولی سے ضرر ہوویگا مثل ہلاک ہونے
اولاد اور مال اور غیر ذلک کے آیا یہ حرام ہے یا جائز جواب سوال سوم

نذر اللہ جل شانہ کے واسطے ماننی درست بلکہ سنت ہے جیسا کہ تفسیر کبیر و کشاف و احمدی و ابو سعود و عزیزی میں نقل کیا ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ان الحسن و الحسین علیہما السلام مرضا فعادہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اناس معہ فقالوا یا ابا الحسن لو نذرت علی ولدک فنذر علی و فاطمۃ و فضۃ جاریۃ لہما ان شفاہما اللہ تعالی ان یصوموا ثلاثۃ ایام وقال علیہ السلام من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ ومن نذر ان یعصیہ فلا یعصہ رواہ البخاری لیکن پہونچانا ثواب ایفای نذر کا کسی ولی کو اولیا اللہ سے ساتہ اون اعتقادات باطلہ اور قیود فاسدہ کے کہ جو سائل نے ذکر کیے ہیں شرک صریح ہے اسواسطے کہ نافع و ضار حقیقی اللہ تعالی ہے چنانچہ زاد الآخرت میں ہے در امور عالم بارادت خود تصرف نمودن و میرانیدن و زندہ کردن و فراخی روزی و تنگی آن نمودن و بیمار گردانیدن و صحت بخشیدن و حاجت و مراد بر آوردن و رفع بلا و آفت نمودن و جز آن مختص بذات حق تعالی ہست و آنرا برای دیگری از رسل و انبیا و اولیا و شہدا و پیران و بزرگان و غیرہم نیز دانستن و بارین اعتقاد نذر و نیاز قبول کردن و مقاصد و مطالب از ایشان درخواستن و در وقت مصیبت و آفت یاد آوردن شرک ہست انتہی اور اللہ تعالی خود فرماتا ہے قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ الایۃ اور زیادہ تفصیل اسکی بیچ جواب سوال اول و دویم کے مذکور ہے

سوال چہارم یہہ ہے کہ ارواح مردونکی وقت مغرب کے شب جمعہ اور عیدین اور شب برات میں جس مکان میں کہ وہ مرتے ہیں آتے ہیں یا نہیں بصورت آنیکے وہ روحین دروازہ پر بیٹھہ کر منتظر ثواب رسانی کہانے اور پینے اور قرآن پڑہنے وغیرہ کے زندون سے رہتے ہیں یا نہیں اور اگر اونکے وارثون نے ثواب پہونچایا تو دعا کرتے جاتے ہیں ورنہ بددعا کرتے جاتے ہیں یا نہیں اور بعضے کتابونمین جو مذکور ہے کہ ارواح مردون کی طرف اپنے

ہو کان سے کے اوقات مذکورہ مین آئی ہی ہیں کوئی سند قرآن اور حدیث سے یا فقہ معتبرہ سے ثابت ہے یا نہین اور اون اوقات مذکورہ مین تعین ایصال ثواب شیرینی کا کرنا جائز ہے یا نہین **جواب سوال چہارم** حاضر ہونا روحونکا بیچ اون شبون کے کہ سائل نے ذکر کیا ہے قرآن یا احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ثابت نہین جیسا کہ لکھا ہے محی السنۃ وقامع البدعۃ مہاجر شہیر فی الآفاق استاذ استاذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے بیچ مائۃ مسائل کے آمدن ارواح درین شبہا ازروی احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد ثابت نگشتہ انتہی اور وہ روایت کہ ارواح اوقات مذکورہ مین آتی ہین جیسا کہ ابراہیم شاہی اور سیر حسینیہ اور خزانۃ الروایات مین لکھا ہے ضعیف وغریب ہے جیسا کہ بیان کیا ہے صفحہ ۰۰ او غریب ہونے کو اس روایت کے ملا علی قاری اور شیخ الاسلام اور شیخ عبد الحق رحمہم اللہ نے جامع البرکات مین اور معین کرنا پہونچانے ثواب طعام وغیرہ مین علی الدوام بیچ وقت مغرب ان ایام مذکورہ کے جو سائل نے ذکر کیا ہے جب تک سند صحیح اوسکے قرون ثلاثہ سے ثابت نہو بدعت سیئہ ہے ترک اسکا واجب ہے اسلئے کہ تعین ایصال ثواب کا اوقات مذکورہ مین قرون ثلاثہ سے منقول نہین جیسا کہ محی السنۃ وقامع البدعۃ حضرت مولانا شاہ محمد اسحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بیچ مائۃ مسائل کے لکھا ہے تعین فاتحہ بر شیرینی وغیرہ از طعام در شبہا از احادیث وروایات کتب معتبرہ ثابت نشدہ اگر درین شبہا بدون اصرار و اعتقاد لزوم تصدق کردہ یا ثواب باموات رسانند جائز است مگر اصرار و تاکید برخود کنند بایں حیثیت کہ گاہی ترک نکنند پس نصیب شیطان است چنانچہ ملا علی قاری وطیبی

وسید در شرح مشکوۃ تحت این حدیث لایجعل للشیطان شیئا من صلوتہ یرے ان حقا علیہ الا ینصرف الا عن یمینہ منقول است ذفیہ ان من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما

ولم يفعل بالرخصة فقد اصاب حظ الشيطان من الاضلال فاين من
اصر على بدعة ومنكر انتهى اور عدم نقل نفل بعد ادائے سنت فجر کا رسول الله
صلى الله عليه وسلم اور صحابہ اور تابعین سے دلیل ہیبت و بدعت کی ہے
جیسا کہ صاحب ہدایہ اور فتاوی عالمگیری اور نصاب الاحتساب
اور شامی و مجمع البحرین قائل اسکے ہیں فی الهدایہ یکره ان یتنفل بعد
طلوع الفجر باکثر من رکعتی الفجر لانه علیه السلام لم یزد علیهما مع حرصه علی
الصلوة انتهی اور شامی نے لکھا ہے ذکر العلامة نوح افندی ان
وجه الاستدلال بما ذکروه فی کراهة النفل بعد طلوع الفجر باکثر من رکعتیه
من انه صلعم کان حریصا علی الصلوة فعدم فعله یدل علی الکراهة اذ
لولاها لفعله مرة بیانا للجواز وقال فی العالمگیریة قراءة الکافرون الی الآخر
مع الجمع مکروهة لانها بدعة لم ینقل ذلک عن الصحابة والتابعین کذا فی
المحیط وقال فی نصاب الاحتساب فی باب الاحتساب فی فعل البدعة
من الطاعة وترک السنن قراءة الکافرون الی الآخر مع الجمع مکروهة
لانها بدعة لم ینقل ذلک عن الصحابة والتابعین وان ذکر فی الفتاوی
وکذا الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان وعند ختم القرآن بجماعة
لان هذا لم ینقل عن النبی صلعم ولا عن الصحابة رضوان الله تعالی عنهم انتهی
وقال صاحب مجمع البحرین فی شرحه ان رجلا یوم العید فی الجبانة اراد
ان یصلی قبل صلوة العید فنهاه علی فقال الرجل یا امیر المومنین انی
اعلم ان الله تعالی لا یعذب علی الصلوة فقال علی انی اعلم ان الله
تعالی لا یثیب علی فعل حتی یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم او
یحث علیه فیکون صلاتک عبثا والعبث حرام فلعله تعالی یعذبک به

بمخالفتک البتۃ انتہی ۱۲ مجالس الابرار ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ مُدّم نقد
قرون ثلثہ سے دلیل بدعت سیئہ کی ہے پس آگے رکھکر روٹی یا اور قسم کے
کہانے کو ایصال ثواب اموات کو کرنا بیچ وقت مغرب شب جمعہ و شب برات و شب
عیدین کی بدعت سیئہ ہے ہان ایصال ثواب عبادت بدنی و مالی کا اموات کو
کسی وقت منع نہین ہے الا تخصیص من عند نفسہ بدون اذن الشارع کے منع
ہے اور حکم بدعت سیئہ او مرتکب اوسکے کا بیچ سوال دوم کے مذکور ہے
پانچوان سوال یہ ہے کہ بعض لوگ ایسا کہتے ہین کہ ای فلانے ولی میرا کام
اگر ہو تو بہتر ورنہ کرامت تیری مین نہ مانونگا آیا اس طرح کا کلمہ کہنا جائز ہے یا نہین
اور قائل اس قول کا فاسق ہے یا نہین **جواب سوال پنجم** کسی ولی کو بلکہ
کسی مخلوق کو کارخانۂ قدرت و انتظام الٰہی مین مداخلت نہین اور کسی فرد بشر
کو اگرچہ مرتبہ علیا رکہتا ہو یہ قدرت نہین کہ قضای حاجت مین ساتہ پروردگار
عالم کے شرکت کرسکے خصوصًا ما لا یقدر علیہ العباد مثل بارش اور جیلانی اور روزی
دینے اور لڑکا پیدا کرنے وغیر ذلک مین کسیکو کچہ اختیار نہین کہ ان سب امور
مین دخل دیوے چنانچہ خود فرماتا ہے اللہ جل شانہ واسطے حبیب اپنے کے
قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ ان اللہ
کان علیما حکیما قال علیہ السلام ان ما شاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن ولا یکون فی الدنیا
فی الاخرۃ شئی الا بمشیتہ وعلمہ وقضائہ وقدرہ وکتبہ ہکذا فی فقہ الاکبر اور تفصیل اسکی
بیچ جواب دوم کے مرقوم ہے سوا اسکے کہ وہ بہی حیات مین جناب باری تعالی
مین واسطے قضای حاجت کے دعا مانگے اور یہ عجز منافی ولایت ولی نہین بلکہ
عین آیت ولایت ہے پس یہ قول قائل کا کہ ای ولی اگر یہ کام میرا نہوگا تو مین تیری
کرامت کو نہ مانونگا دو حال سے خالی نہین ہے یا تو کہتا ہے بیچ حق اس ولی کے

کروہ حیات ظاہری نہین رکہتا ہے یعنی میت ہے یا یہ حق
اس ولی کے کہ وہ زندہ ہے ساتہہ حیات ظاہری کے دونون
حال ہین بکمال بی ادبی ہے اور اگر عقیدہ رکہتا ہے اسبات کا
کہ اولیاء اللہ مشیت الٰہی مین دخل دیتے ہین تو کافر ہے اور اگر ایسا
عقیدہ نہین ہے تو قائل اس قول کا معتزلہ اور مبتدع ہے
اسیلیے کہ کرامت اولیاء سے انکار کرتا ہے چنانچہ فقہ اکبر و
اوسکی شرح مین ملا علی قاری نے لکہا ہے الکرامات للاولیاء
حق ای ثابت بالکتاب والسنۃ ولا عبرۃ بمخالفۃ المعتزلۃ واہل
البدعۃ فی انکار الکرامۃ اور کہا صاحب عقائد النسفی نے وکرامات الاولیاء
حق فتظہر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی باقی بخیال مزید تفصیل
فتوی دستخطی و مہری عرب کا جو راقم نے ۱۲۹۹ھ مین ساتہ اپنے
لایا ہے حاشیہ پر نقل کیا جاتا ہے چھٹا سوال یہہ ہے کہ
بعض ملکسا ہین رواج ہے کہ اراضی متروکہ مورث کی بین الرجال
تقسیم کرتے ہین اور نساء کو مثل بیٹیان اور بہنون کے محروم
کرتے ہین اور بایک مقبوضہ از قسم اراضی اوس ملک مین دو قسم
ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ اوس زمین مین حقیت ستقابہ قابض کو
بطور حق اہل معاش کے ہوتی ہے اور دوسری قسم صرف
حقیت کاشت کے مالکان قابضان اراضی قسم اول وجہ
محروم کرنے نساء یعنی بیٹیان اور بہنون کے یہہ بیان کرتے
ہین کہ ہمارے ملک مین رواج نہین کہ عورتین حصہ پاوین
اور قابضان اراضی قسم ثانی یہہ کہتے ہین کہ یہہ اراضی میرے

مالک مستقل نہین ہین ہم حصہ مردون اور عورتون کو دیوین مگر اُنکو تصرف ناحق رکھتی ہین اشتہار
قائم مقامی مورث کی تناسل پر ہی جو کہ عورتین لائق دار شتکاری کی نہین بلکہ لائق کاشتکاری
کے مرد ہین اسواسطے ہم اراضی متروکہ مورث کو آپ ہی کاشت سے بین الرجال تقسیم کرتے
ہین اور وہ اگرچہ اوس اراضی کاشت کو بین الرجال موافق سہم شرعی ذرہ ذرہ تقسیم کرلیتی
ہین لیکن اگر کسیکی طرف ایک بالشت بھی زمین زائد چلی جاوے تو مقدمہ لڑتے
ہین اور حق کاشت کو اپنے اسطرح قبض و تصرف مین رکھتے ہین کہ اوسکو بیع اور اجارہ
اور گرو بھی کرتے ہین جسطرح کہ قابضان حقیت ملک اپنے ملک مین تصرف کرتے
ہین سو یہ رواج موافق شرع شریف کے ہے یا بطور ہندون کے جواب
سوال ششم حصہ مرد و عورت دونونکا متروکہ متوفی سے ابا و اجدادی دین اور قدیمی
سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت اور قیاس سے ثابت ہے
جو آدمی اوسکے موافق عمل کریگا جنت مین جاویگا اور جو اسکے خلاف کریگا دوزخ
مین جاویگا قال اللہ تعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین الی قولہ تعالی ... [illegible]
... تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من
تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک الفوز العظیم ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ
نارا خالدا فیہا ولہ عذاب مہین۔ اقوال مالکان اراضی قسم اول کا بیچ بیان کرنے
وجہ محرومی عورتون کے موافق رواج کفار کہ اور مخالف قرآن و احادیث کے
ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین ہے اعلم ان الوراثۃ کانت فی الجاہلیۃ بالذکورۃ
والقوۃ فکانوا یورثون الرجال دون النساء والصبیان فابطل اللہ ذلک بقولہ للرجال
نصیب مما ترک الوالدان والاقربون الآیۃ جو شخص مقابلہ شرع شریف کے رواج
ملکی یا خاندانی کا اعتبار کرے ملحد ہے یا زندیق بلکہ کافر باللہ و بالرسول ہے اور قول
قابضان اراضی قسم ثانی کا یہ اراضی میری ملک نہین ہے جو ہم مردون اور

عورتوں کو حصہ نہ دینا ہم صرف نقل یعنی کاشت کار سکتے ہین تا عورتین لائق کاشتکاری کے نہین عجز سے یا دینا دو عیال سے خالی نہین یا تو وہ تصرف بالید زمین متروکہ متوفی مین رکہتا ہے پس آس صورت مین محروم کرنا عورتون کو متروکہ متوفی سے مخالف قرآن ہے اور مراد تصرف بالید سے یہہ ہے کہ وہ شی مقبوض کو بیع یا ہبہ کر سکتا ہے یا وہ تصرف بالید بیچ زمین متروکہ متوفی سے نہین کرتا مثل مستاجر کے زمین موجر مین پس اس صورت مین البتہ استحقاق عورتون کو کسی طرحکا نہین پہونچتا ہے اور نہی اوسکو حق بیچنے زمین کا نہین ہے لیکن سوال سائل سے ظاہر ہے کہ زمین متروکہ مین تصرف اون لوگون کا مثل تصرفات مالکان اراضی کے ہوتی ہے یعنے حقیت کاشت کی اون لوگون کی مستقل معلوم ہوتی ہے کہ جسکو مالکان اراضی چہین نہین سکتے بلکہ اونکو اوس حقیت کاشت کی بیع اور ہبہ اور رہن وغیرہ کا حق حاصل ہے جیساکہ بالفعل صوبہ بہار اور بنگالہ مین رعایا کو حقیت دائمی کاشت کے حاصل ہے اونکی کاشت کو زمینداران مالکان چہین نہین سکتے پس اس صورت مین لازم ہے کہ عورتون کو اوس حقیت کاشت سے محروم نکرین ورنہ روز قیامت مین ومن یعص الله ورسوله کے مصداق ہوسنگے و رحمت الہی سے سراسر محروم رہینگے

فنقول وامر الاراضی فی زماننا عام ثمانین وتسع مائۃ مشوش شرعا جدا اسے نشویشا تاما اذ اصحابها یتصرفون فیها تصرف الملاک من البیع اما والاجارۃ لمنتهیا والمزارعۃ ونحوها ہذا بیان تصرف الملاک ولو دون خراجها من المؤلف والمقاتمۃ اسے المقاتلۃ ای الطائفۃ المقاتلۃ الکفرۃ او لطائفۃ غیرها صاحبۃ لسلطان لاخذ الخراج الا انهم ای وضعوا الید علے الارض اذا باعوا تلک الارض اخذ بعض الثمن وهو الذی یسمونہ حق القرار من عینہ السلطان لاخذ ہذا الخراج

فاعلم اخذ ۱۲

واذا ماتوا اى واضعوا اليد عليها فان تركوا من خلفهم اولادا ذكورا يرثونها اى الارض فقط دون سائر الورثة من البنات والزوجات وذوى الارحام ونحوها ولا يقضى منها ديونه ولا ينفذ وصاياه يقولون انها لم تكن ماله وانما هى تحت يده للانتفاع بها والا اى وان لم تركوا اولادا ذكورا فيستبدها من عليه السلطان لاستيفاء خراجها فاذا اعتبرنا باليد وقلنا انها صحيحة شرعا وقلنا ان الارض ملك لذى اليد المتوفى يلزم ان يكون ميراثا لكل الورثة ذكورا واناثا بعد ان تقضى ديونه وتنفذ وصاياه لتقديمهما على الميراث واذا عرفت ذلك فحيث بان ما عدا الاولاد الذكور وعدم القضاء للدين وعدم التنفيذ للوصايا ظلم فهو حرام وتصرفهم اى الذكور فيها وتصرف من عليه السلطان فى امر ذلك اذا لم يكن فى الورثة اولاد ذكور بل كانوا اناثا محضا تصرف فى ملك الغير وهم الورثة وارباب الديون والوصايا فيكون الحاصل منها اى من الارض بالبيع خبيثا وايد قوله بقوله قال فى التاتارخانية رجل غصب ارضا فاجرها واخذ غلته او زرع الارض كرا فخرج منها اى من الكر او الارض ثلاثة اكرار يا خذ راس ماله الكر ويتصدق بالغلة فى صورة الاجارة والكرين فى صورة المزارعة ويضمن للنقصان فى الارض لصاحب الارض ان نقص بالزراعة وهذا اى الضمان لنقصانها فى قولهم جميعا اى الامام والصاحبين انتهى ما فى التاتارخانية وان

قلنا ان الاراضی لیست بمملوکۃ لاصحابہا و رقبتہا لبیت المال اذ المعہود

فی زماننا و ما تقدم علیہ من الازمنۃ فی الدولۃ العثمانیۃ مما لعرف اٰبائنا و

اجدادنا ان السلطان اذا فتح بلدۃ لا تقسم اراضیہا بین الغانمین وہذا

ای عدم القسمۃ جائز کما فی التاتارخانیۃ اذ الامام مخیر بین القسمۃ والابقا

للمسلمین ینتفعون بغلاتہا الی یوم القیامۃ بوضع الخراج الموظف علی ما بہا

و یکون تصرف ذی الید فیہا باحدی الطریقین قال فی التاتارخانیۃ

السلطان اذا دفع اراضی لا مالک لہا وہی التی تسمی اراضی المملکۃ الی

قوم لیعطوا الخراج جاز و طریق الجواز احد شیئین اما اقامتہم مقام الملاک

فی الزراعۃ واعطاء الخراج او الاجارۃ بقدر الخراج و یکون الماخوذ منہم

خراجا فی حق الامام اجرۃ فی حقہم انتہی فعلی ہذین الوجہین لا یجری فیہ

البیع والہبۃ والشفعۃ والوقف والارث ونحوہا لما انہ لا ملک فی رقبۃ الارض

لواضع الید حقیقۃ انما ہو کالمستاجر یملک المنفعۃ کذا فی حل الحقیقۃ المحمدیۃ و

وستیم الرجب آفندی

سوال ہفتم

بعضے ملکوں میں یہہ رواج ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو قبل تجہیز و تکفین کے حاضرین نماز جنازہ اور عورتیں رونے والی کے ضیافت کے لیے کہانا پکایا جاتا ہے اور یہہ بہی دستور ہے کہ جب اہل میت کہانا نہیں دیتا تو اور لوگ اوسکے ساتھ طعن اور تشنیع سے پیش آتے ہین گویا بستی والے لوگ بزور تمام اہل میت سے کہانا لیتے ہیں تو یہہ سب امور جائز ہین یا ناجائز

جواب سوال ہفتم

مشغول ہونا اہل میت کا کہانا پکانے میں قبل تجہیز اور تکفین میت کے خلاف
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے عن حصین ابن وحوح ان طلحة ابن البراء
مرض فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعوده فقال انی لا اری طلحة الا قد حدث به
الموت فاذنونی وعجلوا فانه لا ینبغی لجیفة مسلم ان تحبس بین ظهرانی اهله رواه
ابوداؤد اور جو رواج کہ خلاف فعل یا قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
وہ مردود ہے اور طلب کرنا دعوت کا اہل میت سے بدعت سیئہ اور مکروہ
ہے فی الشامی یکره اتخاذ الضیافة من الطعام من اہل المیت لانه شرع فی السرور لا فی
الشرور وهی بدعة مستقبحة روی الامام احمد وابن ماجة باسناد صحیح عن جریر بن
عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة
حرام کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النیاحة من عمل الجاہلیة
اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع
طریقۃ المحمدیہ لرجب افندی بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اقارب اور ہمسایہ کے لوگ واسطے اہل میت کے کہانا پکا کر بھیجیں اور
شفقت اور محبت سے اونکو کہانا خوب سیر ہوکر کہلا دیں کما فی الشامی
ویستحب لجیران اہل المیت والاقرباء الاباعد تهیئة طعام لهم یشبعهم یومهم ولیلتهم
ولیلتهم لقوله صلعم اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد جاءهم ما یشغلهم حسنه الترمذی وصححه
الحاکم ولانه بر معروف ویلح علیهم فی الاکل لان الحزن یمنعهم من ذلک فیضعفون انتہی

کذا فی فتح القدیر انتہی

سوال ششم

بعض ملکوں میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی اغنیاء میں سے فوت ہو جاتا ہے تو
ہمسایہ والے اور اقارب اور احباب وغیرہ اوسکو بالالتزام کہتے ہیں کہ آپ

او اكثر او اتخذ او بان يبنى على قبره بناء كل ذلك بدع منكرات والوقف والوصية بها فاسدة

والمأخوذ منها حرام للآخذ وهو عاص بالتلاوة والذكر لاجل الدنيا انتهى وفي الخلاصة

رجل اوصى بان يتخذ الطعام بعد موته ليطعم الناس ثلثة ايام فالوصية باطلة وهو الاصح

انتهى وذكر القاضيخان في فتاواه نقلا عن الشيخ الامام ابي بكر البلخي رجل اوصى

بان يتخذ الطعام بعد موته ثلثة ايام قال الوصية باطلة انتهى وفي شرح الطريقة المحمدية

لرجب الافندي فظهر من هذا ان المعتاد في زماننا ليس بجائز بلا خلاف فاذا بطل

الوصية يكون ميراثا للورثة فلا يحل لغني ولا فقير خصوصا اذا كان في الورثة صغير بهذا

الحكم الوصية واما فعل الورثة من اموالهم فمكروه وبدعة مستقبحة من عمل الجاهلية

وكذا الاجابة لدعوتهم انتهى ان روایتون سے معلوم ہوا کہ طالب ہونا اس

طرح کی وصیتون کا باطل و حرام ہے و اسیطرح کھانا اسکا بھی سب ہونکو حرام ہے

والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب

تمنا ہا و صلیبا کہتا ہے ... ن بن المولوی الحاج الحکیم

اشتیاہ پوری ثم الآروی کہ جب میں وطن سے اواخر ماہ شوال ۱۲۹۹ ہجری میں

سبیل علوم خدمت کیمیا خاصیت میں جناب سلطان العلما استاذ الکل فی الکل

الحاج الحافظ المحدث المولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی ابن استاذ الجہ

ابدا دام اللہ ظلال جلالہا حاضر ہوا اور مقیم دار العلوم العمل فرنگی محل محلات شہر لکھنو ہو کر عنایات

نامہ اور فوائد عامہ سے مولانا ممدوح کے مستفید ہوا اتفاقاً رسالہ منیور الایمان

للرجال والنسوان من تصنیف عالم باعمل واعظ بے بدل مجمع الاماثل و اشباہ [illegible]

الافاضل بلا اشتباہ حاجی بیت اللہ مولانا الحاج المولوی محمد [illegible] مقامی موضع

بیلانی پرگنہ بہار ضلع پٹنہ اوصلہ اللہ الی ما تمناہ ویرضاہ کہ انکا فیض دیار مشرق میں

عام ہے ہر دیار و امصار میں نام ہے رات دن گمراہوں کو راہ راست پر لانا انکا کام

ہے بلی سود جھگڑا ہون سے ہمیشہ اعراض تام ہے ایسے عالم کہ فیض درس سے انکی ایک عالم

مستفیض ہے ایسے واعظ کہ فوائد نصائح سے انکی سارا جہان مستفید ہے حسب الاتفاق تشریف

انکا انکو اوس دیار میں ہوا ہزار ہان آدمیوں نے لاکھوں طرح کا فائدہ اوٹھایا المختصر جو کچھ

تعریف انکی لکھوں قلیل ہے - انکی ممدوح ہونے پر یہی رسالہ دلیل ہے بنظر غائر سے

ابتدا سے اوس کے الی آخرہا معائنہ کیا جملہ مسائل کو مستخرج کتب فقہ اور مدلل قرآن سے

پایا اور بعض باتوں کو مستنبط آثار صحابہ اور مبرہن احادیث نبی آخر الزمان سے پایا چونکہ یہ رسالہ

[illegible] منور ایمان مومنین ہے - اور عجالہ نافعہ فی الحقیقت از بس مفید مسلمین ہے [illegible]

محسن مولوی فتح محمد صاحب نائب مطبع انوار محمدی میں چھپا - اور باہتمام تمام تمام

[illegible] آکر شائع ہوا ہے مومنین کاملین کو بشارت ہے اور [illegible]

عب
قد صح الم
است
یہ جواب
وصیت
والتصدق
عضو ربہ
واضح ہو
فی نقد الم
وجمعہ وش
خرافات
الجیران
اصنعوا
وبلغ علیہ
الضیافۃ
روی الا
الی اہل